مطبوعات

Modern Islam in India

مولفہ مسٹر ڈبلیو، سی، اسمتھ، لکچرار ایف، سی کالج لاہور۔

قیمت دس روپے۔ ملنے کا پتہ: منروا بک شاپ، انارکلی، لاہور۔

اس کتاب کے موضوع سے ملتے جلتے موضوعات پر عیسائی مستشرقین نے اسلام یا مسلمانوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے مگر ہمیشہ نامکمل معلومات کی اساس پر متعصبانہ نقطۂ نظر سے لکھا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی طرز کی ایک تحریر ہے۔ مولف "عیسائی" ہے اور پھر سوشلسٹ، اور یہ دونوں تعصب اس کی تحریر میں نمایاں ہیں۔

ایسی تالیفات کا حقیقی مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ دنیا کے مادہ پرستانہ سیاسی و معاشی مذاہب کے مقابلہ میں مسلمانوں کو حقیقی اسلام کے احیاء سے روکے رکھا جائے۔ اسی نوعیت کے لٹریچر نے ہمارے ہاں متجددین پیدا کیے ہیں جو مغربیت کے قبلہ کی طرف اقدام کرتے ہوئے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ اس قسم کی انگریزی کی بڑی بڑی کتابوں میں "ترقی پسند" (Progressive) کی حیثیت سے پیش کیے جائیں۔

یہ جرأت دیکھیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق قلم اٹھاتے ہوئے ایک شخص اتنی کم معلومات لے کر اٹھتا ہے کہ وہ "اسلام" اور "مسلم" کی صحیح تعریف تک قائم نہیں کر سکتا۔ اسمتھ صاحب کے نزدیک "مسلم" وہ ہے جو "مسلم" کہلاتا ہو اور اسلام وہ طریق کار ہے جس پر مسلمان چلتے ہیں۔ پھر ادارات اور جماعتوں کی قسم بندی کا معیار ملاحظہ کیجیے تو مولف کے کمال فکری کی داد دیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ موصوف اسلام سے دور اور اپنے نقطۂ نظر سے قریب ہوتے جانے والوں کو تو "ترقی پسند" مسلمان قرار دیتے ہیں اور اسلام کی طرف پیش قدمی کرنے والوں کو "رجعت پسند" مسلمان کا نام دیتے ہیں۔ اقبال پر تو خوب ستم ڈھایا گیا ہے۔ اس بیچارے کے فکری وجود کے آرا چلا کر دو حصے کر دیے گئے ہیں۔ علم و حکمت اور عمل و حرکت کی دعوت دینے والے اقبال کو تو مغربی اثرات کا نتیجہ قرار دے کر ترقی پسند شمار کیا ہے اور مغرب کے نظام باطل کے خلاف زور لگانے والے اقبال کو اس کی مذہبیت کی بنا پر رجعت پسند گنا ہے۔

جہاں تک مدیر "ترجمان القرآن" کا تعلق ہے، مولف نے ان کی کتابوں کا ضرورت سے بہت کم مطالعہ کیا ہے اور صرف رسالہ دینیات اور اسلام کا نظریہ سیاسی، دو چیزیں دیکھ کر رائے قائم کر لی ہے۔ حالانکہ پروفیسر موصوف کے لیے مشکل نہ تھا کہ وہ ان کا پورا لٹریچر ملاحظہ کرتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے باوجود بھی ان سے انصاف کی بہت کم توقع کی جا سکتی تھی تاہم تحقیق کا حق تو ادا ہو جاتا، اور وہ کم از کم کسی شخص کے خیالات کی غلط ترجمانی کرنے کے مرتکب نہ ہوتے۔

کتاب ترتیب السور الکریمۃ بتناسبہا فی النزول و فی المصاحف

تالیف علامہ موسیٰ جاراللہ۔ صفحات ۳۵۲

قیمت اور ملنے کا پتہ معلوم نہیں۔

یہ کتاب مشہور تاتاری عالم علامہ موسیٰ جاراللہ کی تالیف ہے۔ اس میں موصوف نے قرآن کی سورتوں کو ان کے نزول کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے اور ہر سورہ کا ربط و نظم ایک طرف نزولی ترتیب کے لحاظ سے واضح کیا ہے اور دوسری طرف مصاحف میں جو سورتوں کی ترتیب ہے اس ترتیب کی حکمت بھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے کتاب جستہ جستہ دیکھی۔ مستشرقین کی دیکھا دیکھی نزولی ترتیب کی سراغ رسانی کا شوق مسلمانوں میں بھی ترقی کر رہا ہے حالانکہ یہ ترتیب دین میں معتبر ہے اور نہ اس کی تحقیق کا کوئی قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔ مختلف روایات کو جمع کرنے اور قیاسات کی مدد سے اگر کوئی نقشہ بنا بھی لیا جائے تو اس پر اس قدر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں نظم و ربط تلاش کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ کتاب اس سعی لاحاصل کی ایک بہترین مثال ہے۔ معتبر ترتیب وہ ہے جو مصاحف میں پائی جاتی ہے اور لاریب یہ ایک عظیم حکمت پر مبنی ہے لیکن علامہ کی کوشش اس باب میں بھی کوئی خاص قیمت نہیں رکھتی۔ باہم دگر سورتوں میں جو نظم انھوں نے دکھایا ہے دنیا کی ہر دو مختلف چیزوں میں اس طرح کا نظم پایا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح کی مناسبت قرآن کی سورتوں یا آیتوں میں تلاش کر لینے سے نہ قرآن کی کوئی مشکل حل ہوتی ہے، نہ خلق کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے الٹا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لوگ اس قسم کے مصنوعی نظم کو دیکھ کر سرے سے نظم ہی سے بدگمان ہو جائیں گے اور قرآن پر بے نظمی کا جو الزام اب تک بے دلیل تھا، شاید وہ اس قسم کی کوششوں سے مدلل ہو جائے۔

کتاب کے آخر میں بعض بحثیں کتابت وحی، تاریخ ترتیب قرآن، صحابہ، رسول اور اختلاف قرأت سے متعلق ہیں۔ ان بحثوں میں بھی ہر طرح کا رطب و یابس مواد موجود ہے۔ البتہ ترتیب قرآن کی جو تاریخ مصنف نے بیان کی ہے وہ صحیح ہے اگرچہ اس سلسلہ میں ہمیں مصنف کی بعض دلیلوں سے اختلاف ہے تاہم یہ کتاب اہل علم کو پڑھنی چاہیے۔ اس میں نقائص کے ساتھ ساتھ بعض فوائد بھی ہیں۔ کم از کم ان کتابوں کو دیکھ کر قرآن کے صحیح نظم کو دریافت کرنے کی اصلی ضرورت سامنے آتی ہے۔

تصریف القرآن الکریم

یہ علامہ موسیٰ جاراللہ کا دوسرا رسالہ فن صرف میں ہے۔ اس میں مثالیں بیشتر قرآن مجید سے دی گئی ہیں۔ اس کے مطالعہ کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ یہ قرآن کی زبان سے مناسبت پیدا کرے گا۔ اس میں علم صرف کے اونچے مسائل سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اس وجہ سے مبتدی طلبہ کے لیے یہ مفید نہیں ہے۔ البتہ منتہی طلبہ اور اہل علم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نحو و صرف کی متداول کتابوں کے مطالعہ سے اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ قرآن عربیت کے معروف اسلوب پر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل نحو اپنے تتبع کی کمی کی وجہ سے قرآن کی بہت سی مثالیں قواعد کلیہ کے خلاف شواذ کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہیں۔ علامہ نے اس رسالہ میں قرآن کی زبان کو عربیت کے معروف اسلوب پر دکھانے کی کوشش کی

ہے۔ اور یہ اپنے مقصد کے لحاظ سے نہایت قابلِ قدر کوشش ہے۔ نحو و صرف کو اس طرح مرتب کر دینا کہ قرآن عربیت کے معروف اسلوب پر آ جائے ابھی ہمارے علماء کے ذمہ باقی ہے۔ علامہ موسیٰ جار اللہ کا یہ رسالہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کیا عجب کہ اس رسالہ کو دیکھ کر دوسروں کو بھی اس راہ پر چلنے کی ہمت ہو۔

مختارات جامع مولانا ابو الحسن علی، صفحات ۲۰۳، قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ:۔ ادارہ دار العلوم بادشاہ باغ، لکھنؤ

یہ کتاب شعر عربی کے مختلف دوروں کے منتخب کلام کا مجموعہ ہے۔ نزولِ قرآن سے لے کر موجودہ دور تک کے اہلِ ادب کے کلام کے نمونے اس میں موجود ہیں۔ جامع نے اس کو عربی زبان کے طلبہ کی خاطر مرتب کیا ہے اور نہایت پاکیزہ مجموعہ مرتب کیا ہے۔ شروع میں کچھ قرآن کی سورتوں کے ٹکڑے ہیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے خطبات و مواعظ ہیں، اس کے بعد ہر دور کے کلام کے اچھے نمونے ہیں۔ لیکن ادوار کے لحاظ سے کلام کی ترتیب ناقدماہرین کے لیے مفید ہوتی ہے طلبہ کے لیے صحیح ترتیب وہ ہے جس میں ادبی اور تعلیمی تدریج ملحوظ ہو یعنی وہ درجہ بدرجہ سہل سے صعب کی طرف بڑھیں اور اگر اس کے ساتھ کلام کے مختلف نمونوں میں معنوی ترتیب بھی قائم ہو سکے تو نور علیٰ نور ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مناسب تدریج کے ساتھ وہ زبان بھی سیکھتے ہیں اور اعلیٰ مطالب بھی ایک موزوں ترتیب کے ساتھ جذب کرتے ہیں۔ اب تک اس اصول کو سامنے رکھ کر مجموعے مرتب نہیں ہوئے تھے اور افسوس ہے کہ اس تازہ ترین مجموعے میں بھی یہ نقص رہ گیا ہے۔

جامع نے تیمناً اس مجموعے کا آغاز قرآن کی آیات سے کیا ہے اور پھر قدرتاً اس کے بعد خطبات جاہلیت کے نمونوں کے لیے کوئی جگہ نہیں نکل سکی ہے۔ حالانکہ مختلف عبارات سے ان سے واقف ہونا طلبہ کے لیے ضروری ہے۔ معنوی اعتبار سے یہ مجموعہ بہت زیادہ بے ربط ہے۔ ایک مضمون کے بعد دوسرا مضمون سابق و لاحق سے کسی مناسبت کے بغیر اچانک سامنے آتا ہے اور اس انتشار کی وجہ سے مشکل ہی سے طالب علم کے دل پر کوئی پائیدار اخلاقی نقش قائم ہونے پاتا ہے۔ اس طرح کے مجموعوں میں ضروری ہے کہ جو اخلاقی تعلیمات آئیں ان میں ایک سسٹم ہو۔ بغیر سسٹم کے کوئی تعلیم پائدار نہیں ہو سکتی۔

فضائل القرآن مولفہ جناب رفاقت حسین صاحب۔ ملنے کا پتہ۔ محمد عثمان صاحب تاجر کتب اردو بازار، دہلی۔

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو کسی ترجمہ قرآن کے مقدمہ کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن کی فصاحت و بلاغت، حاملینِ قرآن کے فضائل اور تلاوت کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔ جو باتیں لکھی گئی ہیں احتیاط اور سلیقہ کے ساتھ لکھی گئی ہیں اور کتاب قابلِ مطالعہ ہے

تاریخ امارت از جناب مولانا عبد الصمد رحمانی ناظم امارت شرعیہ بہار قیمت عہ۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ۔

مولانا رحمانی صاحب نے اس تالیف میں امارت شرعیہ بہار کے نشو و ارتقا کی تاریخ بیان کی ہے اور اس کے مختلف کارناموں

کا تذکرہ کیا ہے۔ موصوف کے بیان کے مطابق امارت شرعیہ کی ضرورت کا آغاز ۱۸۰۳ء کے اس منحوس دن سے ہوتا ہے جس دن غیر ملکی اقتدار نے یہ نعرہ بلند کیا :۔

"ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا"۔

مولف کے نزدیک اسی دن دار الاسلام نے دار الکفر کی شکل اختیار کی اور اسلامی سیاست، اسلامی حقوق اور اسلامی مفاد کی نگہداشت اور صیانت کے لیے اسی دن سے ایک دینی امارت کی ضرورت پیدا ہوئی۔ مگر ہم یہ نہیں سمجھے کہ اُس سیاسی نظام کو مولانا کس نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں جس کا نعرہ یہ تھا :۔

"ملک خدا کا اور حکم مغلیہ خاندان کا"

آگے چل کر ایک اور عجیب و غریب بحث مطالعہ میں آتی ہے۔ یعنی فاضل مصنف ہندوستان میں تحریک اسلامی کو دو دوروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک دور وہ جو ۱۸۰۳ء سے شروع ہوا اور اسے وہ انقلابی دور کا نام دیتے ہیں اور دوسرا دور وہ جو انقلابی دور کے آخری امام مولانا محمود الحسن صاحب کی اسارتِ مالٹا ۱۹۱۷ء کے چند ہی مہینہ بعد سے شروع ہوا اور اسے وہ آئینی دور کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کے ارشاد کے مطابق اس دور کی تعریف یہ ہے کہ اس میں قیام دین کی تمام جدوجہد غیر اسلامی حکومت کے بنائے ہوئے قوانین کی حدود کے اندر سمٹ گئی۔ اگر اس دوسرے دور کو محض واقعہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا تو کچھ عجب نہ تھا، مگر محترم مولف اسے ناگزیر، صحیح اور واجب القبول قرار دیتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اعلائے کلمۃ اللہ اور احترام نظامِ کفر یہ دونوں نقیضین جمع کیسے ہو جاتے ہیں، مگر "تاریخ اسلام" کے عجائب گھر میں اس سے بڑے بڑے عجائب و غرائب چھپے ہوئے ہیں۔ کاش کہ صاف صاف الفاظ میں یہ تسلیم کر لیا جاتا کہ انقلابی دور میں جو گرم روح کام کر رہی تھی وہ انحطاط کے عمل سے جب زیادہ ٹھنڈی پڑ گئی تو مسلمان آئینی جدوجہد کی طرف متوجہ ہو گئے۔

مگر اوپر کی سطور کا یہ مطلب نہیں کہ امارت شرعیہ بہار کے کارنامے کا وزن گرایا جائے۔ ہرگز نہیں۔ درحقیقت اس قابل قدر ادارے نے ہندوستان میں اسلام کے تحفظ کے لیے بہت کچھ کام کیا ہے اور مسند امارت جن جن لوگوں کے قبضہ میں رہی ہے ان کی بصیرت اور تقویٰ اور ان کی خدمات کا احترام کرنا ہمارا فرض ہے۔

Our Future Educational programme

از جناب محمد فضل الرحمٰن صاحب انصاری۔ ایم اے (علیگ)۔ قیمت ۱۲/ر۔ ملنے کا پتہ :۔ دی علیگڑھ بکس اینڈ نیوز پیپرز ایجنسی، ۶ شبلی روڈ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

یہ انگریزی کتاب مسلمانوں کی تعلیم کے پیچیدہ اور اہم ترین مسئلہ پر بحث کرتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ مصنف نے مسلمانوں کے لیئے غیر مسلم تعلیم کے بجائے "مسلمان تعلیم" کا پروگرام تجویز کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اس بنیادی نکتہ کی اہمیت کو موصوف نے

اچھی طرح سمجھا اور سمجھایا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم کو "مذہبی" اور "غیر مذہبی" دو حصوں میں تقسیم کرنا اور مروجہ نصاب کے ساتھ "دینیات" کے مضمون کو بطور ضمیمہ شامل کر دینا نہ صرف یہ کہ غیر مفید ہے بلکہ اُلٹا مضر ہے۔ اس طریق کار کی جگہ یہ کتاب پورے نظام تعلیم کو "مسلمان" بنانے کے حق میں ہے۔ یعنی اس کا مطالبہ یہ ہے کہ زباندانی، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، سائنس اور فلسفہ، تمام مضامین کو "دینیات" بن کر رہنا چاہیے۔ اس اصول کی بنیاد پر نصاب کا جو تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ اگرچہ بسا غنیمت ہے مگر اس میں اختلاف کی گنجائش تو بہرحال ہے ہی۔

مصنف اپنی اسکیم کے عملی نفاذ کے لیے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کو منتخب کرتے ہیں۔ بس یہ ان کی نظر کا قصور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان اداروں کو مسلمانوں کی جن کمزوریوں نے جنم دیا ہے ان کو سمجھ لینے کے بعد ان کی طرف کوئی شخص امید بھری نظر نہیں اٹھا سکتا۔ پھر یہ ادارے جن طاقتوں سے غذا حاصل کرتے ہیں ان سے کبھی یہ توقع وابستہ نہیں کی جا سکتی کہ وہ اسلام کے نقطۂ نظر سے کسی حقیقی تعلیمی انقلاب کو گوارا کر سکیں گی، کجا کہ اس کو اپنے مال سے مدد دیں۔

Islam and Christianity in the Modern World

از جناب محمد فضل الرحمٰن صاحب انصاری ایم اے (علیگ)۔ قیمت درج نہیں۔ عیسائی حضرات ۸ر کے ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ دی علی گڈھ بکس اینڈ نیوز پیپرز ایجنسی، ۶ شبلی روڈ، مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ۔

اس کتاب کا مدعا یہ واضح کرنا ہے کہ موجودہ علمی و عقلی اور بحرانی دور میں ملحدانہ تحریکوں کے مقابلہ میں عیسائیت کے قدم جم نہیں سکتے بلکہ اس سیلاب میں صرف اسلام ہی مضبوطی سے ٹھہر سکتا ہے۔ مصنف نے اسلام اور مسیحیت کا جو موازنہ کیا ہے وہ بائبل کی گہری تحقیق کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے، مگر اسلام کو یورپ کے سامنے رکھنے کے لیے موجودہ دور میں یہ مناظرانہ طریقہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ خود بائبل کی صداقت جدید یورپ کے لیے مشتبہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اور اب اسے بہت تھوڑے لوگ سند اور معیار مانتے ہیں۔ اب تو یورپ کو قطعی ملحد سمجھ کر مخاطب کرنا چاہیے۔

کتاب میں اسلام کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ "وحدتِ نظامِ حیات" کے اصول پر قائم ہونے کی وجہ سے قابلِ قدر ہے

مذہب کا انقلابی تصور

از جناب مولوی محمد مظہر الدین صاحب صدیقی، بی اے۔ حیدرآباد دکن۔ قیمت ۱ر ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ دین و دانش، بانکی پور، پٹنہ۔

صدیقی صاحب کا یہ مقالہ ترجمان القرآن میں شائع ہو چکا ہے اور بے حد پسند کیا گیا ہے۔ اسے مطالعہ کرنے سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ مذہبیت کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں اسلام کا مطالبہ کیا ہے۔ سیاست، معیشت، معاشرت اور زندگی کے سارے میدانوں میں قیادت سے سبکدوش ہو جانے اور کفر کی رہنمائی قبول کر لینے

کے بعد مسلمان کے پاس اب جو بے جان سی نمازیں اور وظائف کی لسانی ورزشیں باقی رہ گئی ہیں، بس انہی کا نام اب مذہب ہے۔ یہ مقالہ اس غلط تصورِ مذہب کے خلاف ایک قسم کا جہاد ہے۔ صدیقی صاحب نے وحدتِ حیات کے اصول کی توضیح کر کے اس حقیقت کی خوب وضاحت کی ہے کہ سیاست اور تمدن کو کفر کے حوالے کر دینے کے بعد مسلمان ہونے کے کچھ زیادہ معنی نہیں رہ جاتے۔ افکار و اعمال کی ایک عظیم الشان مشین میں سے چند پرزے الگ کر کے اگر آپ انہیں ہزار بار بھی گھمائیں، جب بھی وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا، جس کے لیے اصل مشین بنائی گئی تھی۔ ہمارے ہاں مقصد تو بھلا دیا گیا ہے اور مقصد کے لیے جو حرکات کی جاتی تھیں بس ان کی نقالی جاری ہے۔ یہی علت ہے ہمارے خیالات اور کردار کی ساری بے ربطیوں کی۔ ہم اس اسلام کو کبھی دنیا میں غالب نہیں کر سکتے جو انسانوں کی سیاسی اور معاشی مشکلات کو حل نہ کر سکتا ہو اور صرف ایک "بہشتے فی سبیل اللہ" کا خواب دکھاتا رہے۔

پارلیمانی طرزِ حکومت از جناب منظور الحسن صاحب ہاشمی، بی، اے۔ قیمت ۱۲؍۔ ملنے کا پتہ:۔ دار الاشاعت سلسلۂ اشاعت منزل اردو گلی، حیدر آباد، دکن۔

موجودہ سیاسی دور میں دنیا کی بڑی بڑی ریاستوں کے نظامِ سیاسی کو سمجھنے کی ضرورت واضح ہے۔ افسوس ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اردو زبان میں اس غرض کے لیے دو چار کتابوں سے زیادہ کچھ نہ ملے گا۔ پیش نظر کتاب اگرچہ اونچے درجے کی چیز نہیں ہے تاہم اس کے مطالعہ سے انگلستان، فرانس، سوئٹزرلینڈ اور آسٹریلیا کی جمہوریتوں کا ایک ڈھانچہ سامنے آجاتا ہے۔ اور علم السیاست کی چند ضروری اصطلاحوں کا محدود سا تصور حاصل ہو جاتا ہے۔

ہندوستان میں اسلامی تہذیب از جناب ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب۔ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ مجلس تہذیبِ اسلامی، حیدر آباد، دکن۔

یہ مقالہ ان لوگوں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے لکھا گیا ہے جو اسلامی تہذیب کو ڈاڑھی مونچھ کی مخصوص تراش اور پاجامے اور لوٹے کے ایک خاص انداز سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر صاحب اس تصورِ تہذیب کی تغلیط کر کے یہ واضح کرتے ہیں کہ تہذیب مظاہرِ تمدن کا نام نہیں، بلکہ یہ ان اصولوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو کسی تمدن کے اندر روح بن کر کام کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب سے معذرت چاہتے ہوئے ہم یہ ضرور عرض کریں گے کہ مقالہ میں بہت بڑے بڑے خلا رہ گئے ہیں اور مدعا الجھا ہوا سا ہے۔ دراصل "ہندوستان میں اسلامی تہذیب" جیسا موضوع مقالہ نہیں، مستقل تصنیف چاہتا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ محترم مؤلف اسلامی تہذیب کے صحیح تصور کو ذہن میں رکھ کر ترکی، ایران، عرب، مصر، فلسطین، عراق اور افغانستان کے موجودہ نظامِ زندگی میں "اسلامی روح" کو "حریتِ فکر و عمل" کے پیکر میں کیسے کوشاں پاتے ہیں، جیسا کہ مقالہ کے صفحہ ۲۱ پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ پھر یہ دعویٰ اور بھی زیادہ حیرت انگیز ہے کہ اسلام کے تصورِ حیات اور نظامِ اجتماعی کو خدا کا نام زبان پر لائے بغیر بھی کسی کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تو تصورِ حیات، تصورِ انسان، معیارِ خیر و شر، نظام

اقدار، سب کی واحد اساس خدا اور اس کی صفات کا تصور ہے اور اسی وجہ سے پورے اوامر و نواہی میں "ایمان باللہ" کی روح جذب ہے۔ پھر خدا کے ذکر کے بغیر نظام اسلامی پر کوئی گفتگو کیسے ممکن ہے؟

مشاہیر کی بیویاں (حصہ اول)

از جناب طاہر ور فعت۔ قیمت ۱۲/۔ ملنے کا پتہ:۔ دار الاشاعت سیاسیہ مجلس اتحاد المسلمین، اشاعت منزل، اردو گلی، حیدرآباد، دکن۔

بیوی انسان کی زندگی پر جو گہرے اثرات ڈالتی ہے ان سے کسی کو انکار نہیں ہو گا۔ اسی نقطۂ نظر سے زیر تبصرہ کتاب میں اسٹالین، مسولینی، چرچل، روزویلٹ، پولو فرانکو اور ڈی ویلرا کی زندگی کی تصاویر پیش کی گئی ہیں جن کی مدد سے ان "بڑے آدمیوں" کی شخصیتوں کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرا حصہ مشرق کے مشاہیر کی بیویوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔

رہنمائے وراثت

از جناب قاضی میراں بخش صاحب ریٹائرڈ نائب تحصیلدار، ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ قیمت ۱۲/۔ غالباً براہ راست مصنف ہی سے مل سکے گی۔

اسلام کے مخصوص معاشی نظام کی عمارت جن بڑے بڑے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے ان میں سے ایک ستون قرآن کا قانونِ وراثت ہے۔ دنیا کے مروجہ قوانینِ وراثت کے برعکس یہ قانون دولت کی مرکزیت کو ختم کر کے طبقات کو توڑتا پھوڑتا رہتا ہے۔ اب جبکہ عالمِ انسانی سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک راہ اعتدال کی تلاش میں ہے، ہمارا فرض ہے کہ اسلام کے نظامِ معاشی کے ایک ایک شعبے کو پوری توضیح کے ساتھ مفکرین کے سامنے رکھ دیں۔ اس لحاظ سے قاضی صاحب کی کوشش بہت قابل قدر ہے۔ موصوف نے رہنمائے وراثت کو قانونی کتب کے طرز پر مرتب کیا ہے۔ توضیح اصطلاحات متعلقہ موضوع، اور علامات مقرر کرنے میں فنی واقفیت سے خوب کام لیا گیا ہے۔ جہاں تک مشقی مثالوں میں ریاضی کو استعمال کرنے کا تعلق ہے قدرے بہتر انداز اختیار کیا گیا ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ ریاضی کے اسلامی نصاب تعلیم میں اگر ہمیں تقسیم وراثت کو داخل کرنا ہے تو یہ کتاب کسی حد تک مفید رہے گی۔ باقی رہا فقہی جزئیات کا معاملہ، سو اس سلسلہ میں کوئی تفصیلی رائے پیش کرنا مشکل ہے۔ صرف اتنا عرض کیا جاسکتا ہے کہ مختلف فرقوں کے مختارات کو ضروری حوالوں کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کتاب کے مرتب کے پیشِ نظر انگریزی عدالتی و قانونی نظام ہے اور اس ذہنی تاثر کی جھلک کتاب میں جابجا محسوس ہوتی ہے۔

اقبال کا تصور زمان و مکان

از جناب پروفیسر رضی الدین صدیقی، ایم اے، پی، ایچ، ڈی۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، دکن۔ قیمت ۱۰/۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈیمی، ظفر منزل، تاجپورہ، لاہور۔

کائنات اشیاء اور حوادث سے عبارت ہے، اگر اشیاء کا تصور بغیر مکان کے اور حوادث کا تصور بغیر زمانہ کے حاصل نہیں ہو سکتا، لہٰذا فلسفۂ اشیاء و حوادث کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے زمان و مکان کی ماہیت کو متعین کرنا ضروری قرار پاتا ہے

چنانچہ ڈاکٹر اقبال نے اس سلسلہ میں جو مخصوص نظریہ پیش کیا ہے، پروفیسر رضی الدین صاحب صدیقی نے اس کی وضاحت کی ہے۔ غالباً اس کام کے لیے پروفیسر صاحب سے بہتر کوئی آدمی ہمارے پاس موجود نہیں ہے مگر انھوں نے ضرورت سے زیادہ اختصار سے کام لے کر مضمون کو کچھ تشنہ سا چھوڑ دیا ہے۔ یعنی جو موضوع ایک کتاب چاہتا تھا اسے ایک مقالے میں سمیٹا گیا ہے۔

سیداتِ اسلام ازمولانا شاہ محمد عزالدین صاحب پھلواروی۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ:۔ مجیبیہ بکڈپو پھلواری شریف، پٹنہ۔

اس کتاب میں امہات المومنین، صحابیات اور صالحات کے مختصر احوال لکھے گئے ہیں۔ اختصار ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ کرامات پیش کرنے میں فراخدلی دکھائی گئی ہے۔ کتاب کی زبان کچھ زیادہ بلند نہیں

اشتراکیت اور اسلام ازجناب مولوی محمد مظہر الدین صاحب صدیقی، بی، اے۔ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈیمی، ظفر منزل، تاجپورہ، لاہور۔

یہ رسالہ "ہیگل، مارکس اور نظامِ اسلام" کے مولف کا لکھا ہوا ہے اور اس میں انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں دنیا کے دو بڑے معاشی نظاموں کا مقابلہ کرکے دکھایا ہے کہ انسانی فطرت اسلام ہی سے مطمئن ہو سکتی ہے۔ نوجوان مولف کا نام ہی رسالہ کی صحیح حیثیت کا اندازہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

اقبال کے چند جواہر ریزے ازجناب پروفیسر خواجہ عبدالحمید صاحب ایم، اے۔ گورنمنٹ کالج، لاہور۔ قیمت ۱ر۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈیمی، ظفر منزل، تاجپورہ، لاہور۔

یہ ایک مقالہ ہے جس میں مولف نے اقبال کی صحبتوں سے حاصل کیے ہوئے چند نکات و لطائف جمع کیے ہیں۔ ان سے ہمارے نیم فلسفی، نیم صوفی شاعر کی شخصیت پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور پڑتی ہے۔

علمائے کرام کا مستقبل ازجناب مولوی مظہر الدین صاحب صدیقی بی اے۔ حیدرآباد، دکن۔ قیمت ۳ر۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈیمی، ظفر منزل، تاجپورہ، لاہور۔

علمائے اسلام ہمیشہ سے امت مسلمہ کا دل و دماغ بنے رہے ہیں اور تاریخ اسلام کا سفینہ کھینے والے اصل ناخدا یہی تھے۔ مگر کچھ عرصہ سے اس گروہ میں اجتماعی انحطاط کے اثرات اتنی گہرائی تک جا پہنچے ہیں کہ تہذیبی قیادت کا منصب بظاہر ان سے چھنتا نظر آتا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ واقعہ رونما ہو جائے تو مسلمانوں کی بدنصیبی انتہا کو پہنچ جائے گی۔ اسی خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اس مقالہ میں صدیقی صاحب نے علمائے اسلام کی روش پر تنقید کی ہے اور انھیں ان کے

فرائض منصبی یاد دلائے ہیں۔ بہ حیثیت مجموعی یہ ایک قابلِ تحسین کوشش ہے۔

انتخابِ غالب از جناب محمد عبدالرزاق، ایچ، سی، ایس۔ مددگار صدر محاسب حکومت آصفیہ۔ قیمت ۲/۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈمی ظفر منزل، تاجپورہ، لاہور۔

مرزا غالب کی شخصیت کو سمجھنے میں جو انہماک تعلیم یافتہ طبقہ کو ہو رہا ہے، انتخاب غالب اس کا ایک نمایاں مظہر ہے۔ یہ مرزا کے چند اشعار، خطوط، لطائف وغیرہ کا ایک مختصر سا مجموعہ ہے جسے خود مرزا نے مرتب کیا تھا۔ اس کا مسودہ دہلی کالج کے پروفیسر جناب ضیاء الدین صاحب ایل، ایل، ڈی کے وسیع کتب خانہ سے حاصل کیا گیا ہے۔ کم از کم شیدایانِ غالب کے لیے یہ بہت ہی قابلِ قدر چیز ہے۔

القراءۃ الاعظمیہ از جناب الاستاذ محمد حسن الاعظمی صاحب۔ قیمت ۶/ر۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ زرافشاں ۵۴، الف سرکلر روڈ، بیرون موچی دروازہ، لاہور۔

عربی تعلیم کے لیے جدید طریقہ تعلیم کی تلاش کے ساتھ نئی نصابی کتب مرتب کرنے کا کام بھی ہندوستان میں بہت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں اعظمی صاحب نے "القراءۃ الاعظمیہ" کا پہلا حصہ مرتب کیا ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ طلبہ کو اعراب سے بے نیاز کر دیا گیا ہے۔ البتہ ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ شنکراچاریہ، مہابیر، حقیقتِ کرم، وغیرہ موضوعات کو کس بنا پر عربی نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اور قرآنی ادب سے اس کا دامن کیوں پاک رکھا گیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ کتاب مسلمان بچوں کے لیے کسی طرح بھی مفید نہیں ہے کیونکہ ہم "عربی زبان برائے عربی زبان" کے بجائے "عربی زبان برائے اسلام" کے قائل ہیں۔

قاعدہ یسرنا القرآن ناشر ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب، بل روڈ، لاہور۔ قیمت درج نہیں۔

مروجہ قاعدہ یسرنا القرآن کا یہ ایک نیا جنم ہے۔ اس میں فن تعلیم کے نقطۂ نظر سے تو ترقی کا کوئی قدم اٹھایا نہیں گیا البتہ کتابت، طباعت اور سرورق کے لحاظ سے کچھ زینت ظاہری فراہم کی گئی ہے اور وہ موجودہ حالات میں قابلِ معافی ہے۔

موت و حیات اقبال کے کلام میں مرتبہ جناب ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی۔ ایم، اے۔ پی، ایچ، ڈی۔ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، دکن۔ قیمت ۴/۔ ملنے کا پتہ:۔ اقبال اکیڈمی، ظفر منزل، تاجپورہ۔ لاہور۔

علامہ اقبال مرحوم نے مسلمانوں کو "ترسِ مرگ" کی تباہ کن بیماری سے بچانے کے لیے اپنے کلام میں مرگ و حیات کا جو اسلامی فلسفہ پیش کیا ہے اسے ڈاکٹر رضی الدین صاحب نے یکجا مرتب کر دیا ہے۔

خانقاہ از جناب ایم اسلم صاحب۔ قیمت مجلد (مع رنگین گردپوش) دو روپے بارہ آنے ملنے کا پتہ:۔ عبدالحق اکیڈیمی، اشاعت منزل: اُردو گلی، حیدرآباد (دکن)۔

"گناہ کی راتوں" کے معروف مصنف کی نو کہانیوں کا یہ تازہ ترین مجموعہ مروجہ ادبی رجحانات کے دھارے

بہتا ہوا ایک سفینہ ہے۔ ہمارے تمام چوٹی کے مصنفین "بازمانہ بساز" کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں، معلوم نہیں "بازمانہ ستیز" پر اعتقاد رکھنے والے اہلِ قلم کا انتظار کب تک کرنا پڑے گا۔

رنگین وسادہ افسانے — از جناب ظفر قریشی صاحب۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ: عبدالحق اکیڈمی اشاعت منزل، اردو گلی، حیدرآباد (دکن)۔

۱۴ مختصر افسانوں کا یہ مجموعہ ترقی پسند ادب کی نگاہ میں چاہے کتنی ہی قدر و قیمت رکھتا ہو مگر انسانیت اس پر سندِ طمانیت نہیں دے سکتی۔ خصوصاً "کلوپیٹرا کے ساتھ ایک رات" کے متعلق ہم نہیں جان سکے کہ اس کے لکھنے سے نوعِ انسانی کی کونسی خدمت انجام دی گئی ہے۔ اور "دو کسیاں" میں تو قریشی صاحب نے فحش خیالی اور نجاستِ ذوق کی حد کر دی ہے۔ للہ کوئی بتائے کہ اس "پیپ" کو دل و دماغ سے نکال کر آخر ادب کے بازار میں کیوں بیچا جاتا ہے اور خریدار کیسے اس "مواد" کو خریدتے ہیں۔

کنول — از جناب اعظم کریوی صاحب۔ قیمت مجلد دو روپے بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ: عبدالحق اکیڈمی، اشاعت منزل، اردو گلی، حیدرآباد (دکن)۔

اعظم صاحب بہت معروف افسانہ نویسوں میں سے ہیں۔ پیشِ نظر مجموعہ ان کے ۱۳ افسانوں پر مشتمل ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے لکھنے والوں کو بھی "ایک لڑکا اور ایک لڑکی" قسم کی کہانیوں کے سوا مظاہرۂ فن کا اور کوئی میدان نہیں ملتا۔ "کنول" کے تمام افسانوں کے پلاٹ غیر متنوع اور پامال سے معلوم ہوتے ہیں۔ بعض کہانیوں میں "پریم" اور "سماج" کی تکرار ناگوار محسوس ہوتی ہے۔ مصنف جہاں کہیں اپنی رائے دیتا ہے، بالکل "واعظ" کا سا Direct Method اختیار کرتا ہے حالانکہ افسانہ نویس کا کام یہ ہے کہ وہ مطلوبہ رائے خود قاری کے ذہن سے پیدا کرائے اور اسے یہ محسوس نہ ہونے دے کہ باہر سے اس کے دماغ میں کوئی چیز ٹھونسی جا رہی ہے۔

بچوں کے لیے چند کتابیں — از جناب شجاع احمد صاحب قائد۔ ملنے کا پتہ: عبدالحق اکیڈمی، اشاعت منزل، اردو گلی، حیدرآباد (دکن)۔

نشرگاہ ملکی حیدرآباد دکن نے جناب شجاع احمد صاحب قائد کے جو ڈرامے بچوں کے ذہنی ارتقاء کے لیے وقتاً فوقتاً نشر کیے ہیں، انھیں عبدالحق اکیڈمی نے الگ الگ کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ یہ کتابیں ہماری رائے میں اپنے مقصد کے لیے مفید ہیں۔ فہرست درج ذیل ہے:-

(۱) جنگ کے بعد کیا ہوگا۔ قیمت ۳ر (۲) لاڈلا اکبر۔ قیمت ۱۰ر

(۳) کھٹی میٹھی بتیاں۔ " ۱۰ر (۴) سمندری جہاز۔ " ۴ر

(۵) چھتری فوج۔	قیمت	۳ر	(۶) عید۔	قیمت	۸ر
(۷) دسترخوان۔	"	۳ر	(۸) رابنسن کروسو۔	"	۱۰ر
(۹) سادہ زندگی۔	"	۳ر	(۱۰) کپڑے۔	"	۳ر
(۱۱) چھومنتر کا دھاگا	"	۴ر	(۱۲) پڑوسی۔	"	۳ر

کارخانہ از جناب محمد فضل الرحمن صاحب۔ قیمت ۱۲ر۔ ملنے کا پتہ:۔ (۱) عبدالحق اکیڈیمی، حیدرآباد دکن۔ (۲) انجمن ترقی اردو (ہند) عابد روڈ، حیدرآباد (دکن)۔

اس مختصر مزاحیہ ڈرامہ میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ متوقع معاشی انقلاب سے بچنے کے لیے واحد تدبیر یہ ہے کہ سرمایہ دار طبقہ محنت پیشہ طبقہ کے جائز مطالبات کے آگے فراخ دلی سے سرِ تسلیم خم کر دے۔ ہمیں خوشی ہے کہ مصنف اپنی تحریر کو غیر معتدل جذباتیت سے محفوظ رکھنے میں ایک حد تک کامیاب رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ کارخانہ میں ایسا فکری عنصر موجود ہے جو ہمارے لیے ناقابلِ تائید ہے۔

چار ڈرامے از جناب ڈاکٹر اشفاق حسین صاحب قریشی۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبۂ جامعہ، دہلی۔

حسبِ ذیل چار مختصر تمثیلیں فنی اعتبار سے بہت دلچسپ ہیں، اگرچہ مقصد کے اعتبار سے ان سے کلی اتفاق نہ کیا جا سکے۔

(۱) مٹھائی کی ٹوکری۔	قیمت	۴ر	(۲) بند لفافہ۔	قیمت	۴ر
(۳) کٹھ پتلیاں۔	"	۸ر	(۴) ملأ اعلیٰ۔	"	۴ر

حقیقتِ شرک

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی تازہ تصنیف "حقیقتِ شرک"، جس کی بعض قسطیں "ترجمان القرآن" میں نکل چکی ہیں، چھپ کر تیار ہے۔ اس کتاب میں شرک کی حقیقت اور اس کے اقسام و فروع پر قرآن حکیم کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے۔ ضخامت ۱۸۰ صفحات۔ قیمت ۱۲ر۔

ملنے کا پتہ:۔

مکتبہ جماعت اسلامی۔ دارالاسلام متصل پٹھان کوٹ۔ (پنجاب)